Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

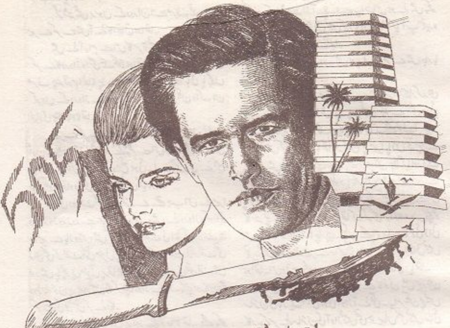

وائٹ ہاؤس

جمال دستی

رنگ و نسل کی تفریق نے انسان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے... اپنے وطن سے دور زندگی کے روز و شب گزارنے والے ایک شریف النفس لکھاری کا ماجرا... حالات و واقعات نے سراغرساں بنا دیا۔

اجنبی شہر میں اچانک ہی اس کا سابقہ ایک لاش سے پڑ گیا تھا

''اس کا نام... اس کا نام... جو فلم میں ہے... وہی نام ہے جو... جو فلم وائٹ ہاؤس میں ہے...'' اور پھر اس نے میری بانہوں میں دم توڑ دیا۔

اس کا نام الفانسو اور روز کو تھا اور وہ ایک میکسیکن تھا۔ لیکن وہ ایک عرصے سے یہاں ایمسٹرڈیم میں رہ رہا تھا۔ میں اسے زیادہ اچھے طریقے سے نہیں جانتا تھا۔ وہ کبھی کبھار کسی کہانی کے لیے مجھے گرما گرم مواد فروخت کیا کرتا تھا اور اس کے عوض وہ مجھ سے شراب کے پیسے لے لیتا تھا۔ وہ

www.urdupalace.com

شراب کا رسیا تھا۔

گزشتہ تین برسوں کے دوران اسے صرف تین بار ہی میرے کمرے میں آنے کا اتفاق ہوا تھا۔

میں نے آرام سے اس کا سر قالین پر رکھ دیا۔ میرے کمرے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ مجھے ہال تک پہنچنے میں صرف چند قدم اٹھانا پڑے۔ اسی فلور پر موجود باقی پانچوں کمروں کے دروازے بند تھے۔ یہ ہال امریکن واک ان الماری جتنا چھوٹا تھا۔

میرے کمرے کے بیج رنگ کے قالین پر تازہ چمکدار خون پھیلا ہوا تھا۔ الفانسو کے زخم سے اس وقت بھی خون ابل رہا تھا جب اس کی موت واقع ہوئی۔ اسے جس کسی نے بھی چاقو گھونپا تھا وہ ابھی زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔

ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے جب اس نے میرا دروازہ زور زور سے بجایا تھا اور جب میں نے دروازہ کھولا تو وہ میرے بازوؤں میں گر پڑا تھا۔ لفٹ کی انڈیکیٹر لائٹ بتا رہی تھی کہ لفٹ پہلی منزل پر تھی۔ یہ ایک سست رفتار لفٹ تھی اور میں پانچویں منزل پر تھا جو کہ سب سے اوپری فلور تھا۔ میں دوڑتا، خون پر چھلانگیں لگا کر بچتا ہوا زینے تک پہنچا اور کان لگا کر سننے کی کوشش کرنے لگا۔

زینہ صرف ایک رخ پر اور نیچے کو جاتا تھا۔ مجھے کچھ سنائی نہیں دیا۔ زینے پر قالین نہیں تھا اس لیے اگر کوئی سیڑھیاں اترتا تو اس کے قدموں کی آواز ضرور سنائی دیتی تھی۔

میں سیڑھیاں پھلانگتا ایک منزل نیچے پہنچا اور دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہوگیا۔ یہ ہال بھی ہماری اوپری منزل کے ہال سے مشابہ تھا... بس یہاں خون دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ نہ ہی یہاں کوئی شخص نظر آرہا تھا۔ پھر میں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر سب سے نچلی منزل پر جا پہنچا اور چھوٹی سی لابی کا دروازہ کھول کر وہاں داخل ہوگیا۔

کاؤنٹر پر سنہری بالوں والی ایک دلکش لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کی عمر پچیس چھبیس سال رہی ہوگی۔ مجھے چونکہ نام یاد رکھنے کی عادت تھی اس لیے میں اس کا نام لے کر اس سے مخاطب ہوا۔ ”جولی، گزشتہ پانچ منٹ میں کیا کوئی یہاں آیا تھا؟“

”نہیں مسٹر وائٹ“ جولی نے جواب دیا۔ ایمسٹرڈیم میں ہر شخص کی طرح جولی بھی بیشتر امریکیوں کے مقابلے میں بہتر انگریزی بولتی تھی۔

”پولیس کو فون کرو۔“ میں نے کہا۔ ”ایک قتل ہو گیا ہے۔“

جولی نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔ پھر اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات امڈ آئے۔ اسے یہ احساس ہونے میں کچھ وقت لگا کہ میں کوئی مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ ”کیا آپ سنجیدہ ہیں، مسٹر وائٹ؟“ اس نے کہا۔

”پولیس کو فون کردو۔ میں اوپر اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔“

میری گرل فرینڈ میریلن کمرے میں میرا انتظار کر رہی تھی۔ وہ چھوٹے سے ڈبل بیڈ پر ٹانگیں سکیڑے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ اس حد تک پھیکا پڑ چکا تھا کہ مجھے خوف آگیا۔

میں کوشش کر رہا تھا کہ خون پر میرا پاؤں نہ پڑنے پائے۔ میں خون سے بچتا بچاتا باتھ روم میں چلا گیا اور ایک چھوٹے تولیے کو پانی سے بھگو دیا پھر میں بیڈ پر میریلن کے پاس چلا گیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گیلے تولیے سے اس کا منہ پونچھنے لگا۔ میں نے سنا تھا کہ اگر کسی فرد کو صدمہ پہنچے تو اس کے ساتھ یہی کرنا چاہیے۔ لیکن مجھے اس بات کا کوئی ذاتی تجربہ نہیں تھا کیونکہ میرے ساتھ کبھی اس قسم کا کوئی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اس وقت مجھے سب سے بہتر بس یہی سجھائی دیا تھا۔

زیادہ دیر نہیں گزری کہ میرے کانوں میں یورپین سائرن کی باریک چبھتی ہوئی آواز آنے لگی۔ یہ امریکن پولیس کار کے سریلے سائرن کی آواز نہیں تھی جو یہاں کبھی نہیں سنائی دیتی تھی۔

پولیس مین نہایت عمدہ انگلش بول رہا تھا۔ اس نے ایک سستا بزنس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ جب اس نے الفانسو کی لاش دیکھی تو اس کا چہرہ بھی اتنا ہی پھیکا پڑ گیا جیسا میریلن کا چہرہ پڑا تھا۔ میں نے اسے ہم دونوں کے پاسپورٹ دیتے ہوئے وہ تھوڑا بہت بتا دیا جو مجھے معلوم تھا۔ اس نے زیادہ سوالات نہیں پوچھے۔ اس نے اپنے سیل فون پر چند جملے کہے، اس افسوسناک واقعہ پر معذرت کی اور اپنی پشت پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ وہ کسی بااختیار افسر کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔

☆☆☆

کسی بھی پولیس مین نے ایسی کوئی بات نہیں کی جیسا کہ وہ فلموں میں کہا کرتے ہیں۔ نہ ہی انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم شہر چھوڑ کر نہیں جاسکتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ سوال کیا کہ ہم یہاں ایمسٹرڈیم میں کیا کر رہے ہیں یا یہ کہ کیا ہمارے پاس کوئی ایسا جواز تھا کہ ہم الفانسو کو قتل کرنا چاہتے تھے!

میرا پورا لباس خون آلودہ تھا۔ لیکن اگر وہ مجھ پر قتل کا شبہ کر رہے تھے تو انہوں نے اس کا بالکل بھی اظہار نہیں کیا۔

میں نے انہیں بتایا کہ انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون اخبار کا

www.urdupalace.com

ایک رپورٹر ہوں۔ میں نے انہیں الفانسو کے بارے میں بھی وہ سب کچھ بتا دیا جو میں جانتا تھا اور جو زیادہ کچھ نہیں تھا۔ میں نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ میں قاتل کی تلاش میں کس طرح دوڑتا ہوا ہال میں گیا تھا، کس طرح سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے پہنچا تھا۔

میں نے ان سے کہا کہ ظاہری حالات سے یہی لگتا ہے کہ قاتل اب بھی اسی ہوٹل میں موجود ہے اور غالباً یہاں کسی کمرے میں مقیم ہے اور غالباً اسی فلور کے کسی ایک کمرے میں موجود ہونا چاہیے۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے رہے جیسے میری بصیرت کی داد دے رہے ہوں۔ لیکن انہوں نے زیادہ بات نہیں کی۔

میں نے انہیں الفانسو کے آخری الفاظ بتا دیے۔

تب انہوں نے قدرے دلچسپی ظاہر کی۔ ''کیا الفانسو سینما کا زیادہ رسیا تھا؟'' ان میں سے ایک نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ ہم نے کبھی فلموں کے بارے میں باتیں نہیں کی تھیں۔ وہ اپنی بیشتر راتیں پینے پلانے میں گزارتا تھا۔''

''کیا تمہیں کسی ایسی امریکن فلم کے بارے میں معلومات ہیں جس کا نام 'وائٹ ہاؤس' ہو؟''

''نہیں۔ میرے خیال میں تو اس نام کی کوئی فلم نہیں ہے۔ میرے خیال کے مطابق وائٹ ہاؤس کے بارے میں جو واحد فلم بنی ہے اس کا نام 'انڈی پینڈینس ڈے' تھا جس میں وائٹ ہاؤس کو اڑا دیا جاتا ہے۔''

اس حوالے پر کوئی بھی امریکی ہوتا تو وہ مسکرا دیتا۔ لیکن اس پولیس افسر کی پیشانی پر بل پڑ گے۔ ولندیزی چیزوں کو بھک سے اڑانے کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

☆☆☆

پولیس مین جا چکے تھے۔ وہ لاش کو بھی لے گئے تھے۔ البتہ خون ابھی بھی میرے قالین پر موجود تھا اور میں اپنا خون آلودہ لباس اتار پھینکنا چاہتا تھا۔ میں اپنے مکمل لباس میں... شاور کے نیچے چلا گیا اور ٹھنڈے پانی کا فوارہ کھول دیا۔

مجھے تکلیف کا احساس کم ہونے لگا۔ میں اپنے خون میں بھیگے ہوئے کپڑوں کو ایک ایک کر کے اتارتا رہا۔ میں انہیں اس وقت تک پانی میں نچوڑتا رہا جب تک پانی کی گلابی رنگت صاف نہیں ہو گئی۔ میں نے اپنے جوتوں پر سے بھی خون دھونے کی کوشش کی لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ برباد نہ ہو جائیں۔ میرے پاس جوتوں کا وہی اکلوتا جوڑا تھا۔

پھر جب میں نے جہاں تک ہو سکتا تھا، خون کے دھبوں سے نجات حاصل کر لی تو پھر گرم پانی کا فوارہ بھی کھول دیا اور اسٹیم باتھ لینے لگا۔ پھر چند منٹ بعد میریلن بھی فوارے کے نیچے آ گئی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو تسلی دینے کی خاطر آپس میں کچھ دیر تک چمٹے رہے۔ باتھ روم کے فرش پر ہر طرف پانی ہی پانی ہو رہا تھا اور پھر جلد ہی گرم پانی ختم ہو گیا۔

تب مجھے اپنے امریکن موٹیلز یاد آ گئے جہاں بڑے بڑے سائز کے نرم روئیں دار تولیے اور لامحدود گرم پانی ہوا کرتا ہے اور ان کی قیمت بھی اس کرائے سے کم ہوتی ہے جو میں اس ہوٹل کے اس چھوٹے سے کمرے کی ادا کر رہا تھا۔

پولیس آلۂ قتل کے لیے میرے کمرے کی تلاشی لے چکی تھی۔ انہوں نے پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیا تھا۔ انہیں کوئی بھی چیز نہیں ملی تھی۔

☆☆☆

شاور لینے کے بعد میں نے اپنا نصف لباس پہن لیا۔ تب اس کہانی کو قلمبند کرنے کا خیال میرے ذہن میں آیا۔ میں کرائم رپورٹر تو نہیں ہوں۔

کالج سے فراغت کے بعد میں یورپ چلا آیا تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ میں امریکا سے دور رہنا چاہتا تھا۔ میں سیاہ فام ہوں لیکن میری پیدائش پر ایک سفید فام جوڑے نے مجھے گود لے لیا تھا۔ اتفاق سے میرے والدین کا نام بھی وائٹ تھا۔ انہوں نے میرا نام میلکم وائٹ رکھ دیا تھا۔

''یہ نام میلکم ایکس کے نام پر رکھا گیا ہے؟'' ہر کوئی مجھ سے یہی پوچھتا تھا لیکن ممی اور ڈیڈی نے یہ نام رکھنے کی وجہ کبھی نہیں بتائی تھی۔

بہرحال امریکا میں سیاہ فام یا سفید فام ہر کوئی میری جلد کی رنگت کے بارے میں طنز کیا کرتا تھا۔ میرے لیے یہ زیادہ پریشانی کی بات نہیں تھی۔ البتہ ایمسٹرڈیم اس معاملے میں کلر بلائنڈ تھا۔ یہاں رنگ اور نسل کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ یہ شہر اسی لیے مجھے پسند تھا۔

کالج کے زمانے کا میرا ایک پرانا دوست انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبیون میں جونیئر ایڈیٹر تھا۔ اس نے مجھے اخبار میں کچھ لکھنے کے لیے میری حوصلہ افزائی کی۔ میں نے بھی یہی خیال کیا کہ جب تک میں یہ فیصلہ نہیں کر لیتا کہ مجھے زندگی میں کیا کرنا ہے اس وقت تک اپنی گزر اوقات کے لیے لکھنا لکھانا ایک اچھا ذریعۂ آمدنی رہے گا اور یہ بیس برس پہلے کی بات ہے۔

میں فیچرز اور انسانی دلچسپی کے مضامین تحریر کرتا ہوں۔ ان میں سے بیشتر سیاحوں کی دلچسپی کے لیے ہوتے ہیں۔ میں

www.urdupalace.com

نے اسٹار وارز کی آخری فلم کے بارے میں بھی چند کہانیاں لکھی تھیں۔ میں خود کو فلموں کا شوقین سمجھتا ہوں لیکن میں نے کبھی 'وائٹ ہاؤس' ٹائٹل کے نام کی کسی فلم کے بارے میں نہیں سنا تھا۔ مجھے 'مرڈر ان دی وائٹ ہاؤس' نامی فلم تو یاد تھی لیکن بہت بعد میں جب میں نے انٹرنیٹ مووی ڈیٹا بیس پر دیکھا تو اس فلم کا نام 'مرڈر ایٹ 1600' تھا۔ یہ وائٹ ہاؤس کا پتا ہے۔۔۔ 1600، پین سلوانیا ایونیو!

کیا 1600 کا کوئی مطلب تھا؟ ہمارے اس فلور پر بنے ہوئے چھ کمروں کے نمبر 501 سے 506 تک تھے۔ میرا کمرا لفٹ سے باہر نکلتے ہی داہنی جانب تھا۔ ان نمبروں کا بھی 1600 سے کوئی ربط نہیں بنتا تھا۔

بہرحال کسی صورت اس میں کسی قسم کی کوئی احمقانہ بات نہیں تھی۔ بے چارے الفانسو کو احساس تھا کہ وہ مر رہا ہے۔ وہ کوئی کلیو چھوڑنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔ وہ مجھے کوئی نام بتانا چاہ رہا تھا... وہ نام جو بظاہر اسے صحیح طور پر یاد نہیں آرہا تھا۔

میں ماضی میں چلا گیا۔ میں ان نصف درجن ملاقاتوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جن میں الفانسو نے مجھے کوئی ٹپ دی تھی۔ لیکن مجھے یاد نہیں تھا کہ اس نے کسی کا نام لیا تھا یا کسی کا نام غلط لیا تھا۔ امریکن ناموں میں اسے ہمیشہ پریشانی ہوتی تھی۔

وہ مر رہا تھا اور جانتا تھا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، لیکن اسے وہ نام یاد نہیں آرہا تھا۔ البتہ اسے علم تھا کہ وہ کسی فلم میں کسی کا نام تھا... کسی کردار کا یا کسی اداکار کا۔ اور فلم کا نام اس نے 'وائٹ ہاؤس' بتایا تھا۔

بات صرف اتنی تھی کہ 'وائٹ ہاؤس' نام کی کوئی فلم نہیں تھی۔ میں نے یقینی طور پر انٹرنیٹ مووی ڈیٹا بیس کو بھی چیک کرلیا تھا۔ ایسی بے شمار فلمیں تھیں جن میں لفظ 'وائٹ ہاؤس' شامل رہا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی فلم ایسی نہیں تھی جسے الفانسو کو دیکھنے کا اتفاق رہا ہو۔

'دی وائٹ ہاؤس' نام کا ایک امریکن ٹی وی اسپیشل پروگرام رہا تھا لیکن بات پھر وہی تھی کہ ایک میکسیکن جو ایمسٹرڈیم میں رہ رہا تھا اس پروگرام کے بارے میں کیوں کر واقف ہوسکتا تھا۔

جو بات بار بار میرے ذہن میں کچوکے لگا رہی تھی وہ یہ تھی کہ الفانسو جو پیغام دینا چاہ رہا تھا وہ غیر مبہم نہیں تھا۔ وہ مجھے نام بتانا چاہ رہا تھا اور وہ یہ نام جہاں تک ممکن ہوسکتا تھا واضح اور صاف طور پر بتانے کی کوشش کر رہا تھا۔

قدرتی طور پر میں اس معاملے کو یونہی تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

☆☆☆

ہوٹل کی فرنٹ ڈیسک پر ڈیوٹی دینے والی جولی میری مدد کے لیے بہ خوشی تیار ہوگئی۔

اس بات کا ایک اچھا امکان تھا کہ قاتل نے میری منزل یعنی پانچویں فلور پر کمرا لیا ہوا ہو۔ اس کی وضاحت آسان طریقے سے کی جاسکتی تھی۔ اس نے الفانسو کو کاریڈور یا ہال جو بھی کہہ سکتے ہیں اس میں چاقو گھونپا تھا اور پھر پلٹ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اور کمرے کا دروازہ بند کرلیا تھا۔

جس وقت پولیس نے پوچھ گچھ شروع کی تو اس وقت تک اس نے نہ صرف خود کو صاف ستھرا کرلیا ہوگا بلکہ چاقو سے بھی نجات حاصل کرلی ہوگی۔ یقیناً اس بات کا امکان بھی تھا کہ قاتل کا کمرا کسی نچلی منزل پر رہا ہو لیکن اس بات کا اتفاق کم ہی تھا۔ اس لیے کہ مجھے زینے پر کہیں بھی خون کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیا تھا ماسوائے ان نشانات کے جو میں نے اس وقت چھوڑے تھے جب میں زینے پر سے دوڑتا ہوا نیچے گیا تھا۔

میرے فلور پر چار دیگر افراد قیام پذیر تھے اور صرف ایک کمرا خالی تھا۔ میں ان کے بارے میں باری باری بتاؤں گا لیکن سب سے پہلے خالی کمرے کی بات کرتے ہیں جس کا نمبر 506 ہے۔ جولی اور میں نے اکٹھے اس کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ وہاں کچھ بھی موجود نہیں تھا۔ اس سے پہلے پولیس بھی اس کا جائزہ لے چکی تھی۔ اس وقت بھی جولی ان کے ہمراہ تھی۔ انہیں بھی کچھ نہیں ملا تھا۔

اس ہوٹل کے دیگر کمروں کی طرح اس کمرے کا دروازہ بھی ہمیشہ لاک رہتا تھا اور صرف چابی کی مدد سے کھولا جاسکتا تھا۔

☆☆☆

مشتبہ افراد کی تعداد چار تھی۔

مجھے اپنا حوصلہ بڑھانے میں چوبیس گھنٹے لگ گے۔ بالآخر میں نے ان سب سے بات کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ یقیناً پولیس اس سے پہلے ہی ان سے تفتیش کرچکی تھی لیکن میں ایک اخباری رپورٹر تھا جس کی بنا پر مجھے ان سے سوالات کرنے کا استحقاق حاصل تھا۔ گو کہ اس قسم کی کہانی میں انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبیون والوں کو فروخت نہیں کرسکتا تھا کیونکہ قتل و غارت ان کا پسندیدہ موضوع نہیں تھا۔

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے جب میں نے کمرا

www.urdupalace.com

نمبر 502 کے دروازے پر دستک دی۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ میں نے تصور میں خود کو تمام کمروں کے دروازوں پر دستک دیتے ہوئے اور کسی کو کسی کمرے میں نہ پاتے ہوئے دیکھا۔ تب میں نے سوچا کہ میں اپنی یہ احمقانہ کوشش ترک کر دوں اور اس جرم کو حل کرنے کا معاملہ پولیس پر چھوڑ دوں۔

لیکن میں یہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

پھر میں نے کمرا نمبر 503 پر دستک دی۔ یہ ان کمروں میں سے ایک تھا جو لفٹ کے سامنے بنے ہوئے تھے۔ اس کمرے میں مقیم شخص کا نام جیمز ایلڈن تھا۔ وہ کمرے میں موجود تھا۔ اس نے مجھے اندر بلا لیا۔ اس کے کمرے میں کھڑکیاں تھیں جبکہ میرے کمرے میں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ مجھے نیچے سڑک پر سے گزرنے والی ٹریفک کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

میں نے جب اسے یہ بتایا کہ میں ایک اخباری رپورٹر ہوں تو اسے یہ آئیڈیا اچھا لگا کہ اس کا نام اخبار میں آئے گا۔

وہ برطانیہ کا رہنے والا ایک گیم تحیم آدمی تھا اور تعطیلات گزارنے ایمسٹرڈیم آیا ہوا تھا۔ مجھے شائبہ تھا کہ وہ عیش و عشرت کے لیے یہاں آیا تھا۔ گو اس نے خود سے یہ بات نہیں بتائی۔ عیاشی کو ایمسٹرڈیم میں قانونی حیثیت حاصل ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ مزید چند روز یہاں قیام کرے گا۔ اسے امریکیوں کی کوئی خاص پروا نہیں تھی۔ ”ان کے پاس پیسا بہت ہے لیکن ان کا کوئی ذوق نہیں ہے۔“ اس نے ہمارے متعلق یہ تبصرہ کیا۔ اس نے میرے امریکی تلفظ کا مذاق بھی اڑایا۔

”پولیس بھی سوالات کرنے کے لیے آئی تھی۔ ہے نا؟“ اس نے کہا اور بتایا کہ اس وقت وہ باہر گیا ہوا تھا اور کافی دیر سے واپس آیا تھا۔ ہاں، اس نے اپنے کمرے کی چابی فرنٹ ڈیسک پر چھوڑ دی تھی۔ فرنٹ ڈیسک پر موجود لڑکی اس بات کی تصدیق کر سکتی تھی۔

کمرا نمبر 504 کا مقیم فیلکس ایک پستہ قد آدمی تھا جسے نہ تو جوان کہہ سکتے تھے اور نہ ہی بوڑھا۔ اس نے اپنے سیاہ بال سر پر جمائے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ لب و لہجے سے ہنگری کا باشندہ لگ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کا تعلق بڈاپسٹ سے ہے۔ بڈاپسٹ کو اس نے ہنگرین تلفظ میں بڈاپیش ادا کیا۔ وہ ایک کاروباری شخصیت تھی اور اسی سلسلے میں ایمسٹرڈیم آیا تھا۔

”اور تمہارا کاروبار کیا ہے؟“ میں نے پوچھا۔

اس کا جواب مبہم تھا۔ ”میں چیزیں خ... بعض اوقات میں چیزیں بیچتا ہوں۔ میں... ہاہاہا... میں بزنس مین ہوں۔“ یہ ان چاروں میں واحد فرد تھا جس نے یہ اعتراف کیا کہ وہ الفانسو کو جانتا تھا۔ ”میں گاہے بگاہے اس کو شراب خرید کر دیا کرتا تھا۔ گو ہم ایک دوسرے کے... دوست نہیں تھے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔ وہ بار بار مسکرا رہا تھا۔

ہاں، جب قتل کا واقعہ ہوا تو اس وقت وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ لیکن اس نے کچھ سنا نہیں تھا۔ وہ اس وقت ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ اسے قتل کے بارے میں اس وقت تک پتا نہیں چلا تھا جب تک پولیس نے اس کے دروازے پر دستک نہیں دی تھی۔

میں سوچنے لگا کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ کیا میں یہ توقع کر رہا ہوں کہ قاتل اعترافِ جرم کر لے گا؟ میں اس معاملے کو یہیں چھوڑ دوں اور اپنے کمرے میں واپس چلا جاؤں اور میریلن سے پوچھوں کہ کیا وہ باہر ڈنر پر چلنے کے لیے خود کو تیار محسوس کر رہی ہے؟ اس واقعے نے اسے ابھی تک دہلایا ہوا تھا۔ اور تب مجھے احساس ہوا کہ کچھ ایسی ہی کیفیت میری بھی تھی۔

میں اجنبیوں کے دروازوں پر دستک دیتا پھر رہا ہوں۔ میں عام طور پر یہ انداز کبھی نہیں اپناتا... پھر میں ایسا کیوں کر رہا ہوں؟

جب میں کمرا نمبر 504 سے نکل کر واپس ہال میں آیا تو عین اس وقت ایک شخص کمرا نمبر 502 کے دروازے میں اپنا کارڈ سلائڈ کر رہا تھا۔

آہ! قسمت یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ میں کم از کم ایک اور مشتبہ فرد سے سوالات پوچھ سکتا ہوں۔

فلپ ریمبو ایک فرانسیسی یہودی تھا۔ اس کی عمر لگ بھگ ساٹھ سال کی تھی۔ اس کا جسم دبلا پتلا، قد لانبا اور کمر قدرے جھکی ہوئی تھی۔ بالوں کی رنگت خاکستری تھی اور دبلے پتلے چہرے سے ذہانت ٹپک رہی تھی۔ اس کے کمرے میں کتابیں اتنی زیادہ تھیں کہ خود اس کے لیے کمرے میں سمانے کی جگہ کم پڑ رہی تھی۔

مجھے کرسی کی پیشکش کرنے کے لیے اسے فرش پر سے کتابیں ہٹانی پڑیں۔ وہ اس کمرے میں کئی برسوں سے رہ رہا تھا اور کمرے کا ماہانہ کرایہ ادا کرتا تھا۔

وہ انٹرپول کے لیے کام کرتا تھا اور ہم جنس پرستوں کی حالیہ قتل کی لہر کے بارے میں تحقیقات کر رہا تھا۔ ایمسٹرڈیم کو انتہائی روادار شہروں میں سے ایک میں شمار ہوتا تھا لیکن گزشتہ چند برسوں میں یہاں کئی ایک ہم جنس پرست

www.urdupalace.com

قتل ہو چکے تھے۔

"شاکنگ!" اس نے کہا۔ اس کے لہجے سے یہ عیاں ہو رہا تھا کہ وہ حقیقت میں صدمے سے دوچار تھا۔ "ایمسٹرڈیم رہنے کے لیے نہایت ہی عمدہ جگہ ہے۔ لیکن انسانی دلوں میں سیاہی پھیل رہی ہے۔"

اس سے قبل ہماری گفتگو کے دوران اس نے خود سے یہ معلومات فراہم کر دی تھیں کہ وہ خدا کی ذات پر کوئی یقین نہیں رکھتا۔

میں کئی منٹ تک ہال میں کھڑا خود سے یہ بحث کرتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ چونکہ میں ایک کے سوا تمام مشتبہ افراد سے بات کر چکا ہوں اس لیے مجھے اس معاملے کو اب ختم کر دینا چاہیے۔

تب میں نے کمرا نمبر 505 کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

مجھے دروازہ کھٹکھٹانے پر خوشی ہوئی کیونکہ جس شخصیت نے دروازہ کھولا وہ دراز قامت، سنہری زلفوں والی ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ تھی جس کا تعلق سویڈن سے تھا۔ وہ کسی فلمی، اداکارہ سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ اس کا نام انگرڈ پیٹرسن تھا۔ ایمسٹرڈیم میں اس کی آمد کسی کام کی وجہ سے نہیں تھی لیکن اس نے یہ بھی کہا کہ وہ کوئی سیاح نہیں ہے۔ اس بات پر وہ قدرے خفا بھی لگ رہی تھی۔ جب میں نے اس سے ایمسٹرڈیم آنے کی وجہ جاننا چاہی تو اس نے بس اتنا کہا کہ اسے یہ جگہ پسند ہے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ گزشتہ رات قتل کے وقت وہ کہاں تھی تو اس نے جواب دیا۔ "میں سونے کے لیے جلدی بیڈ پر چلی گئی تھی۔" یہ بات اس نے اس انداز سے کہی جیسے کوئی عام سی بات کہی جاتی ہے۔ اس نے میرے سوال کی گہرائی پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔

"مجھے پولیس کی آمد بھی اچھی نہیں لگی تھی۔" اس نے خود ہی سے کہا۔ "اور مجھے وہ لوگ بھی پسند نہیں ہیں جو بہت زیادہ سوالات کرتے ہوں۔"

میرے لیے اتنا اشارہ کافی تھا۔

☆☆☆

اس رات میں اور میرلین اٹھکیلیاں کرتے رہے۔ پھر میں ایک گہری اور بے خواب نیند سو گیا۔

جب صبح میں نیند سے بیدار ہوا تو گزشتہ تمام واقعات کی کڑیاں ملانے اور وجوہات پر غور کرنے پر میرے شعور نے مجھے قاتل کے نام سے آگاہ کر دیا اور یہ بات بھی مجھے بعد ازاں میں جب مقدمہ عدالت میں زیر سماعت تھا، اخبارات کے ذریعے پتا چلی کہ قتل کا محرک کیا تھا۔

الفانسو کو پتا چلا تھا کہ کسی نے کسی بڑی رقم کا غبن کیا ہے۔ اس نے اس فرد کو معمولی معصومیت سے بلیک میل کرنے کی کوشش کی۔ اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ فرد غیظ و غضب میں مبتلا ہو کر اسے چاقو گھونپ دے گا۔ کیونکہ یہ ایک نہایت غیر پیشہ ورانہ قدم تھا۔ وہ تو بس تھوڑی سی شراب کی قیمت طلب کر رہا تھا۔

جب میں نے پولیس کو یہ بتایا کہ قاتل کون ہے، تب وہ ثبوت تلاش کرنے کے قابل ہوئے۔ خون کے دھبے دھونا اور انہیں بالکل ہی صاف کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اور ڈی این اے اس کا بہترین ثبوت ہے۔

الفانسو میکسیکن تھا۔ اس کی سوچ اسپینش تھی۔ میں اسپینی زیادہ نہیں بول سکتا تھا۔ لہٰذا جب وہ مجھ سے بات کرتا تھا تو اسے اپنے خیالات کا انگریزی میں ترجمہ کرنا پڑتا تھا۔ اس کی انگریزی اتنی بری نہیں تھی لیکن یہ اس کی اولین زبان نہیں تھی۔

اسے اس فرد کا نام معلوم تھا جس نے اسے چاقو گھونپا تھا۔ وہ میرے پاس مدد کے لیے آیا تھا۔ میرا کمرا ہال کے عین مقابل تھا اور اس نے وہ نام ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اسے وہ نام یاد نہیں آ رہا تھا۔

جیسا کہ ناموں کو یاد رکھنے کے بارے میں بہت سے لوگوں کی یادداشت کام نہیں کرتی، اسی طرح الفانسو نے نام یاد نہ آنے پر اسے ایک ایسے نام سے جوڑنے کی کوشش کی تھی جس کا نام اسے اچھی طرح سے یاد تھا اور یہ نام اس نام کے مانند تھا۔

وہ فلم غالباً اس نے اپنے بچپن میں دیکھی ہوگی۔ وہ فلم جس کے بارے میں ہر کوئی جانتا ہے اور اس نے مجھے فلم کا نام بتا دیا تھا۔ اسے علم تھا کہ اس طرح میں قاتل کا نام جان لوں گا۔

الفانسو سے بس ایک غلطی ہو گئی تھی۔ اس نے فلم کے نام کا اسپینی زبان سے انگریزی زبان میں ترجمہ کر دیا تھا۔ انگریزی میں اس نے وائٹ ہاؤس بتایا تھا جبکہ اسپینی زبان میں وائٹ ہاؤس کو کاسابلانکا کہتے ہیں۔

کاسابلانکا (Casablanca) 1942ء کی مقبول ترین امریکی رومانٹک ڈراما فلم جس کے اداکار ہمفرے بوگارٹ اور انگرڈ برگمین تھے۔

الفانسو کا اشارہ کمرا نمبر 505 کی مکین انگرڈ پیٹرسن کی جانب تھا جو اس کی قاتل تھی۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135